http://www.alahazrat.net
عرس کا ثبوت
تصنیف: رئیس المصنفین حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

عرس کا ثبوت

تصنیف : فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

اما بعد ! یہ رسالہ ''عرس کا ثبوت'' دیوبندیوں کے مندرجہ ذیل اقوال کے رد میں لکھا گیا ہے۔

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ ''معینہ عرس کا طریقہ سنّت کے خلاف ہے۔ فلہٰذا بدعت ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲ ج۳)

(۲) اسی گنگوہی نے دوسری جگہ ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ ''کسی عرس ومولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی عرس ومولود (میلاد) درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲ ج۳)

اہلسنّت کا مؤقف

اہلسنّت کے نزدیک بزرگانِ دین یعنی اولیاء اللہ کے اعراس جائز اور صدہا فیوض وبرکات کے حصول کا موجب ہے اگرچہ یہ طریقہ بدعت ہے لیکن ہر بدعت کا سنّت کے خلاف کہہ کر ناجائز کہہ دینا یہ وہابیوں دیوبندیوں کا کام ہے ورنہ وہ بدعت ناجائز اور حرام ہے جو صراحۃً قرآن وحدیث کی مخالف ہو اگر بدعت قرآن وحدیث کے مضامین کے موافق یا ان سے اس کا اشارہ وکنایہ مل جائے تو وہ بدعتِ حسنہ کہلاتی ہیں اس قاعدہ پر ہزاروں مسائل واحکام اسلام میں موجود ہیں فقیر نے اس کی تفصیل المعمۃ عن البدعۃ میں عرض کردی ہے یہاں عرس شریف کے لئے بھی یہی قاعدہ ہے کہ یہ کسی آیت وحدیث کے مخالف نہیں بلکہ قرآن واحادیث کے مضامین کے عین مطابق ہے تفصیل آگے چل کر عرض کروں گا قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا ''وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ يُبْعَثُ حَيًّا '' (سورہ مریم پ۱۶ ع۱) یحییٰ علیہ السلام کے لئے سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوگا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا ''وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا '' (سورہ مریم پ۱۶ ع۲) مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

فائدہ

ان آیات میں بوقت وفات کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ یومِ وفات انبیاء واولیاء بعد والوں کے لئے یادگار ہے اسی یادگار کا دوسرا نام عرس ہے اس کے لئے ایک مقدمہ ملاحظہ ہو۔

مقدمہ

عرس کا لغوی معنی ہے شادی اسی لئے عربی میں دولہا اور دلہن کو عروس کہا جاتا ہے اور اصطلاحِ مشائخ میں اولیاء علماء و بزرگوں کے یومِ وفات کو عرس کہتے ہیں۔اس لئے کہ یہ دن اس کا محبوب کے ملنے کی یوم ہے اور حدیثِ پاک میں بھی اس کو ایسے وصال پر عروس کے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب نکیرین کے سوالات میں بندۂ خدا کامیاب ہوجاتا ہے تو اسے فرشتے کہتے ہیں "نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ الَّتِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا حُبِّ اَھْلِہٖ" تو اسی دلہن کی طرح سو جا جسے سوائے اس کے پیارے کے اور کوئی نہ بیدار کرے گا۔چونکہ اللہ والوں کا یومِ وصال ان کے لئے دلہن بننے کا دن ہوتا ہے۔اس لئے اس دن کو یوم العروس یعنی شادی کا دن کہتے ہیں۔مشائخِ کرام کا معمول ہے کہ خاص اس دن اولیاء اللہ کی قبروں پر بصورتِ اجتماع حاضر ہوتے ہیں جہاں تلاوتِ قرآنِ مجید یا وظائف واذکار پڑھ کر اور صدقات و خیرات کر کے ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے گویا شریعتِ مطہرہ کے چند اُمور کے مجموعہ کا نام عرس ہے۔

(۱) ولی اللہ کے یومِ وفات کو عرس کہنا۔(۲) سال کے بعد یومِ معین کی مزار پر حاضری۔(۳) مزار کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔(۴) بصورتِ اجتماع حاضر ہوکر قرآن خوانی، محافلِ ذکر و عظ وغیرہ۔(۵) خیرات وصدقات کے طور ایصالِ ثواب وغیرہ وغیرہ۔وہابیہ سے کون پوچھے کہ جب یہ اُمور فرداً فرداً شرعاً جائز ہیں تو مجموعہ حرام کیوں۔صرف اس لئے کہ تم کہتے ہو اب تو وہابی دیوبندی اپنے بڑوں کے عرس کرنے لگ گئے ہیں اگرچہ نام دیا کہ اسے یوم ولادت کہہ کر سال بعد اپنے مردہ کی یاد مناتے ہیں فقیر عرس کے اجزاء کے متعلق عرض کرتا ہے۔

عرس نام کیوں؟

(۱) شریعت کا قانون ہے کہ کسی حکم اور مسئلہ شرعیہ کے نام کی تبدیلی سے کام نہیں بگڑتا اسے بحثِ بدعت میں فقیر نے تفصیل سے لکھا ہے دوسرا یہ کہ علماء ومحدثین اور فقہاء مفسرین کی عادت ہے کہ کسی معاملہ یا لفظ کی مناسبت سے نام رکھ دیا جاتا ہے۔بخاری شریف ابواب کے تراجم اس معنی میں مشہور ہیں اسی لئے محدثین نے امام بخاری کے تراجم ابواب کو اہمیت بخشی ہے بلکہ اس پر مستقل تصانیف مرتب فرمائی ہیں اس قاعدہ پر اولیاء اللہ کے یوم وصال احادیث

مبارکہ کے لفظ عروس سے عرس لیا گیا ہے اور وہ احادیث مبارکہ کتب احادیث میں مشہور ہیں ان میں ایک روایت مقدمہ میں عرض کی گئی ہے۔

(۲) ولی اللہ کا یومِ وفات خود ولی کامل کے لئے ہزاروں شادیوں کا مجموعہ ہے کہ وہ دارالمصائب والتکالیف سے نجات پا کر دارالسرور کو پہنچا ہے اس قسم کی روایات بے شمار ہیں کتب احادیث میں دیکھی جا سکتی ہیں نمونہ ملاحظہ ہو۔

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المیت تحضره الملائکه فاذا کان الرجل صالحاً قالوا اخرجی ایتها النفس المطمئنة کانت فی الجسد الطیب اخرجی حمیده لابشری بروح و ریحان ورب غیر غضبان ولا تزال یقال لها ذلك حتی تخرج ثم تخرج بها الی السماء فیفتح لها فیقال من هذا فیقولون فلان فیقال مرحباً بالنفس الطیبة کانت فی الجسد الطیب ادخلی حمیدة والبشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلاتزال یقال لها ذلك حتی تنتهی الی السماء التی فیها اللہ۔ (الحدیث) رواه ابن ماجه۔

(۲)۔قال حماد ویقول اهل السماء روح طیبة جائت من قبل الارض صلی اللہ علیك وعلیٰ جسد کنت فیه تعمرینه فینطلق به الی رب ثم یقول انطلقی ای آخر الاجل۔ (الحدیث رواه مسلم)

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت کے ہاں ملائکہ آتے ہیں اگر وہ نیک ہے تو اسے کہتے ہیں اے وہ نفسِ مطمئنہ جو پاک جسم میں تھی حمد کی ہوئی اور راحت وریحان کے ساتھ جسم سے نکل تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں اسی طرح اسے بار بار کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو اُس کے لئے دروازے کھلتے ہیں پھر پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں ہے اُسے خوش آمدید کہا جاتا ہے کہ یہ روح پاک جسم میں تھی داخل ہو حمد کی ہوئی اور راحت وریحان کے ساتھ خوش ہو تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں اسی طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہاں پہنچتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ ہے یعنی اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

(۲) حماد نے فرمایا کہ اس میت کو اہل آسماں کہتے ہیں کہ یہ پاک روح زمین سے آئی ہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور اس جسم پر بھی جس میں تھی جس کی تو تعمیر کرتی رہی پھر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے روح چل اپنے آخری اجل کی طرف''۔

فائدہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اَیْ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اُعِدَّ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ" (لمعات) یعنی اس آرام گاہ کی طرف جو اس کے لئے تا قیامت تیار رکھی گئی ہے۔

(۳) اذا احضر المؤمن اتت ملائکه الرحمة بحريرة بيضاء فيقولون اخرجی راضية مرضيا عنك الی روح الله و ريحان و رب غير غضبان فتخرج كالطيب ريح المسك حتی انه يتناوله بعضهم بعضاحتی يأتوا به ابواب السماء فيقولون اطيب هذاالريح التی جاء تكم من الارض (الحديث) (احمد و نسائی)

فائدہ

(شارحین فرماتے ہیں " ای يتداولون تعظيماً وتبركاً ")

(۴) قال عليه السلام ان العبدالمؤمن اذا كان فی انقطاع من الدنيا واقبال من الاخرة نزل اليه ملائكة من السماء و بيض الوجوه كان وجوههم الشمس معمهم كفن من اكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتی يلبسوا منه مدّ البصر ثم يجی ملك الموت ـــــــــــ فياخذها فاذا اخذها لم يدعوها فی يده طرفة عين۔

(۵) اذا خرج روحه صلی عليه كل ملك بين السماء والارض وكل ملك فی السماء وفتحت له ابواب السماء ليس من اهل باب الادهم يدعون الله ان يعرج بروحه من قبلهم (احمد)

☆ جب مؤمن پر موت حاضر ہوتی ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لاتے ہیں اور کہتے ہیں خوش ہوکر چل تجھ سے تیرا رب راضی ہے اور رحمت اور ریحان کی طرف روانہ ہو تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں وہ روح مشک جیسی خوشبو سے جسم سے نکلتی ہے پھر فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ لے کر آسمانوں کے دروازوں کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیسی خوشبوناک روح زمین سے تمہاری طرف آئی ہے۔

(شارحین فرماتے ہیں یعنی فرشتے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اس کی تعظیم سے اور اسے متبرک سمجھ کر۔)

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کا دنیا سے رخصت اور آخرت کی طرف جانے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے سفید چہروں والے کہ سورج جیسے روشن ہوتے ہیں نازل ہوتے ہیں ان کے پاس جنت کے کفن اور لوبان جنتی ہوتے ہیں وہ میت کے پاس بیٹھتے ہیں جہاں تک نگاہ پڑتی ہے فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کی

روح نکالتا ہے لیکن وہ فرشتے ملک الموت کے ہاں پل بھر نہیں چھوڑتے بلکہ ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔

☆ جب بندے کی روح نکل جاتی ہے تو اس پر زمین و آسمان کے درمیان والے اور تمام آسمانوں والے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں ہر آسمان کے ہر دروازہ سے آواز آتی ہے یارب اسے ہماری طرف سے گذارتا کہ ہم اس کی زیارت سے سرشار ہوں۔

شادیٔ دیدارِ مصطفی ﷺ

حقیقت یہ ہے کہ اُمتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سا بڑا خوشی کا دن ہوگا کہ آج کے دن قبر میں آقا ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی اسی لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بوقتِ وفات کہتے تھے "انا القی محمداً وحبته" میں محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے دوستوں سے ملوں گا۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کے لئے ان کی وفات پرخوشی کا دن ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں آج حضور سرورِ انبیاء علیہم السلام کا قبر میں شرفِ زیارت نصیب ہوگا۔ چونکہ انہیں دنیا کی تکلیفوں سے نجات ملی اور آخرت کے انعامات نصیب ہوتے ہیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ کی زیارت سے سرشار ہوتے ہیں اسی لئے ان کے اس یوم کا نام عرس کہلایا۔

باب ۱

دراصل یہ ہے تو وہی ایصالِ ثواب جس کی حقیقت قرآن و احادیث میں مفصل مذکور ہے صرف ولی اللہ سے خصوصیت کے طور اس کا نام عرس مشہور ہو گیا اور ہمارے عُرف میں عرس سے بھی مراد یہی ہے کہ کسی بزرگ کی وفات کے دن قرآن شریف پڑھ کر یا طعام و شیرینی تقسیم کر کے اس کا ثواب اُس بزرگ کی روح کو بخشا جائے۔ یہ جائز بلکہ مستحسن ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ماثبت بالسنہ میں اس کو مستحسنات متاخرین سے شمار کیا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر سے بھی عرس ثابت ہے۔

احادیث

(۱) شامی جلد اول باب زیارت القبور میں ہے "رَوَیٰ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بِاُحُدٍ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ" ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔ (۲) تفسیر کبیر اور تفسیر دُرِّ منثور میں ہے "عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ

كَانَ يَاْتِىْ قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ عَلىٰ رَاسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَ الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ لَارْبَعَةُ هٰكَذَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ " حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور ان کو سلام فرماتے تھے اور چاروں خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عبارات اسلاف رحمهم الله

شاہ عبدالعزیز صاحب فتاویٰ عزیزیہ ص ۴۵ میں فرماتے ہیں کہ "دوم آنکه بهئیت اجتماعیه مردمان كثير جمع شوند و ختم كلام الله فاتحه بر شيرينى و طعام نموده تقسيم درميان حاضران كنند اين قسم ماموں در زمانه پيغمبر خدا و خلفائے راشدين به بود اگر كسے اين طور كند باك نيست بلكه فائده احياء اموات را حاصل مے شود"

ترجمه

دوسرے یہ کہ بہت سے لوگ جمع ہوں اور ختم قرآن کریں اور کھانے شیرینی پر فاتحہ کر کے حاضرین میں تقسیم کریں یہ قسم حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں مروج نہ تھی۔ لیکن اگر کوئی کرے تو حرج نہیں بلکہ زندوں سے مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۲) زبدة النصائح فی مسائل الذبائح میں شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی علیہما الرحمۃ والرضوان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں " ايں طعن مبنى است پر جهل به احوال مطعون عليه زيرا كه غير از فرائض شرعيه مقرره راهيچ كس فرض نمى داندآرے تبرك بقبور صالحين و امداد ايشاں بايصال ثواب تلاوت قرآن و دعائے خير و تقسيم طعام و شيرينى امر مستحسن و خوب است باجماع علماء وتعيين روز عرس برائے آں است كه آن روز مذكر انتقال ايشاں مے باشد ازدارالعمل بدار الثواب و الّا هر روز كه ايں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است۔"

ترجمه

یہ طعن لوگوں کے حالات سے خبردار نہ ہونے کی وجہ سے ہے کوئی شخص بھی شریعت کے مقرر کردہ فرائض کے سوا غیر کو فرض نہیں جانتا ہاں صالحین کی قبروں سے برکت لینا اور ایصال ثواب اور تلاوتِ قرآن اور تقسیم شیرینی و طعام سے ان کی مدد کرنا

اجماع علماء سے اچھا ہے عرس کا دن اس لئے مقرر ہے کہ وہ اُن کی وفات کو یاد دلاتا ہے ورنہ جس دن میں کیا جائے اچھا ہے۔

(۴) مشائخ اہلسنّت اور دیوبندیوں کے مرشد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی مکتوب ۱۸۲ میں مولانا جلال الدین کو لکھتے ہیں "اعراس پیراں بر سنّت پیراں بسماع و صفائی جاری دارند" پیروں کا عرس پیروں کے طریقے سے صفائی دل کے ساتھ جاری رکھیں۔

دیوبندیوں کے پیرانِ پیر بالخصوص مولوی رشید احمد، و اشرف علی صاحبان کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیصلہ ہفت مسئلہ میں عرس کے جواز پر بہت زور دیتے ہیں خود اپنا عمل یوں بیان فرماتے ہیں ''فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک پر ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کے گھر میں عرس

مولوی رشید احمد صاحب بھی اصل عرس کو جائز مانتے ہیں چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۲ میں فرماتے ہیں ''بہت اشیاء ہیں کہ اول مباح تھیں پھر کسی وقت منع ہو گئیں۔ مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے اہل عرب سے معلوم ہوا کہ عرب شریف کے لوگ حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں اور علمائے مدینہ منورہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے رہے جن کا مزارِ مقدس اُحد پہاڑ پر ہے غرضکہ دنیا بھر کے مسلمان خصوصاً اہل مدینہ عرس پر کاربند ہیں اور جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے'' عقل بھی چاہتی ہے کہ عرس بزرگان عمدہ چیز ہے۔

(۵) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسبت اُویسیہ کے بیان میں یوں لکھتے ہیں۔

"وصاحب این نسبت را لابدبه نسبت آں ارواح محبت و عشق حاصل شود۔ و فنا فی الشیخ دست دهد۔ وایں سرّ درجمیع احوال وے داخل شود دررنگ آنکه آب دربیخ نهالے میریزند و تازگی آں در هر شاخ و برگ و گل و میوه سرایت میکند۔ ودرهر کسے حالے دیگر و واقعه دیگر ظاهر شود ۔ازینجاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشان والتزام فاتحه خواندن و صدقه دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن به تعظیم آثار واولادمنتسبان ایشان۔ (ہمعات مطبوعہ اسلامی پریس تحفہ محمدیہ صفحہ ۲۴)

ترجمہ

اُویسیہ کی نسبت کے لئے ضروری ہے کہ ارواح اولیاء سے محبت وعشق پیدا ہوتا ہے اسی سے فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے پھر شیخ کے اطوار اس کے تمام احوال میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جیسے درخت کی جڑ میں پانی ڈالا جائے تو اس کا اثر وتازگی ہر ٹہنی اور ہر پتے اور گل اور میوہ میں سرایت کرتا ہے اس شخص میں حال وواقعہ دیگر ظاہر ہوتا ہے اسی راز کے تحت اعراس مشائخ کی حفاظت کی جاتی ہے اور ان کے مزارات کی زیارات پر مداوت اور ان کے لئے فاتحہ اور صدقہ دیا جاتا ہے اور ان کے آثار واولاد اور منسوبین کی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے۔

فائدہ

اس عبارت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس کی غرض وغایت اور فوائد وغیرہ سب کچھ بیان کر دیا ہے بلکہ فرمایا سلسلہ اُویسیہ کے رنگ میں فیضیابی کا بہترین طریقہ عرس ہے۔

(۶) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

حضرت امیر وذریت طاھرہ اور اتمام امّت درمثال پیراں و مرشدان می پرستند امور تکوینیه را بایشاں وابسته می دانند و فاتحه و درود و صدقات و نذر و نیاز ومنت بنام ایشاں رائج و معمول گردیده چنانچه باجمیع اولیاء الله همیں معا مله است ونام شیخین رادریں مقدمات کسی برزبان نمی آرد و فاتحه و درود و نذرومنت و عرس و مجلس کسے شریك نمی کنند۔ (تحفہ اثناءعشریہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۲۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادِ طاہرہ کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امورِ تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ اور درود اور صدقات اور نذر ونیاز اور منّت ان کی رائج ومعمول ہے جیسا کہ تمام اولیاء سے یہی معاملہ ہے اور شیخین کا ان میں کوئی زبان پر نام بھی نہیں لاتا اور فاتحہ اور درود اور نذر ومنّت اور عرس ومجلس میں شریک نہیں کرتا۔

(۷) مخالفین کے مسلم پیشوا اور امام مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں

پس در خوبی اینقدر امر ازامور مرسومه فاتحها اور اعراس ونذرو نیاز اوموات شك و شبه نیست۔

ترجمہ

پس ان امور فاتحہ، عرس، نذر و نیاز کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔

(۸) خود مانعین کے مسلّم فتاویٰ دیوبند میں ہے:۔ ''کوئی شخص کسی کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمامِ خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی بلایا کرتے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (از فتاویٰ دیوبند صفحہ ۱۳ جلد ۲)

خلاصہ

عرس کے جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہونے پر کافی دلائل موجود ہیں۔ جن سے اہل سنّت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ اور مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اس کے جواز و استحباب کا اعتراف کرلیا تو وہابی دیوبندی فرقوں کا اسے ناجائز و بدعت کہنا سراسر غلط و باطل ہے۔

گیارھویں شریف

یہی حال گیارہویں شریف کا ہے کہ وہ بھی ایصالِ ثواب ہے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام نذرانہ پیش کیا جاتا ہے صرف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عقیدت کی بنا پر اس ایصالِ ثواب کا گیارہویں شریف نام ہوگیا ہے ورنہ یہ کوئی نئی چیز نہیں جس پر دلائل پیش کئے جائیں جو دلائل عرس کے ہیں وہی گیارہویں کے ہیں کہ نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔

بلکہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عرس کا نام گیارہویں شریف عرف عوام میں مشہور ہوگیا ہے۔ اس کی اصل اس طرح ہے کہ حضرت محقق شیخ عبدالحق دہلوی رضی اللہ عنہ نے ما ثبت من السنۃ صفحہ ۱۷۳ میں تحریر فرمایا۔

قلت فبھٰذاالروایة یکون عرس تاسع ربیع الاخر وھذاھو الذی ادرکنا علیه سیدنا شیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوھاب القادری المکی فانه قدس سره کان یحافظ فی یوم عرسه ھذا التاریخ اما اعتماد ھذه الروایة او علی ماارای من شیخه علی اعلےٰ المتقی ومن غیره من المشائخ وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اھل الھند من اولاده۔

میں کہتا ہوں کہ یوم وفات ۹ ربیع الآخر کی روایت سے عرس ۹ ربیع الآخر کو ہونا چاہیے۔ یہ وہ ہے جس پر ہم نے امام عارف شیخ عبدالوہاب قادری مکی کو پایا کہ وہ یوم عرس اسی تاریخ کو قرار دیتے اس روایت کے اعتماد پر یا اپنے شیخ علی متقی وغیرہ کا عمل دیکھ کر اور ہمارے ہندوستان میں یوم عرس اا ربیع الآخر مشہور ہوگیا ہے اور اہل ہند کے مشائخ میں یہی تاریخ متعارف ہے۔

عرس کے فائدے

(۱) جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نسبتِ اُویسیہ نصیب ہوتی ہے مزارات کی حاضری سے

بزرگوں کے ساتھ عقیدت وانس میں اضافہ ہوتا ہے اس سے ان کے فیوضات و برکات حاصل ہوتے ہیں بسا اوقات صاحبِ مزار کی توجہ خاص سے دینی دُنیوی امور آسانی سے حل ہوتے ہیں یہاں تک بعض خوش بختوں کو ولایت کی منازل بھی طے ہو جاتی ہیں جیسے ابوالحسن خرقانی ﷫ کو سیدنا بایزید بسطامی ﷫ کے مزار سے ولایت کاملہ نصیب ہوئی۔

(۲) اہل قبور آنے جانے والوں کو پہچانتی ہیں اور ان کے آنے سے خوش ہوتے ہیں جو ان کیلئے دعا و استغفار یا قرآن خوانی وغیرہ اور صدقہ و خیرات کرے تو اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ چند حکایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت بشار بن غالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے لئے بکثرت دعائیں کرتا تھا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ کچھ کہہ رہی ہیں کہ اے بشار بن غالب تمہاری دعائیں ہدیہ کی شکل میں نور کے تھالوں میں ریشمی رومال سے چھپا کر ہمارے پاس آیا کرتی ہیں میں نے کہا وہ کیسے انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ زندوں کی دعائیں اموات کے لئے مقبول ہو کر نور کے طباق میں رکھ کر ریشمی کپڑے میں ستر پوش سے چھپا کر مُردوں کے پاس لائی جاتی ہیں اور لانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قبر میں میت کی مثال کہ جیسے ڈوبنے والا فریاد کرنے والا آدمی ہر وقت قبر میں مُردوں کو انتظار رہتا ہے کہ اس کے باپ یا بیٹوں یا بھائیوں یا دوستوں کی طرف سے دعاؤں اور ایصالِ ثواب (فاتحہ) کا کوئی ہدیہ اس کے پاس آئے گا اور جب ہدیہ آ جاتا ہے تو اس کو دنیا بھر کی نعمت پا جانے سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔(احیاء العلوم صفحہ ۴۱۷)

(۲) ایک صالحہ خاتون جسے باہتیہ کہتے تھے۔ بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا اے اللہ مجھے مرتے وقت رسوا نہ کرنا اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھنا ۔جب وہ انتقال کر گئی تو اس کا لڑکا ہر جمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب بخشتا اور اس کے لئے اور تمام قبرستان والوں کے لئے دعا کرتا۔ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں آپ کا کیا حال ہے؟ ماں نے جواب دیا،موت کی سختی بڑی تلخ چیز ہے۔میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں ۔قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہے گا۔بیٹے نے پوچھا کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو فرمائیے۔ماں نے کہا تو ہر جمعہ کو میرے پاس آ کر قرآن پاک پڑھتا ہے،اس کو نہ چھوڑنا،جب تو آتا ہے تو سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا آ گیا۔مجھے بھی تیرے آنے سے بڑی خوشی ہوتی ہے اور اُن سب کو بھی بہت خوشی

ہوتی ہے، وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اسی طرح ہر جمعہ کو اہتمام کے ساتھ جاتا تھا۔ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مردوں اور عورتوں کا بہت بڑا مجمع میرے پاس آیا، میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو، کیوں آئے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم فلاں قبرستان کے لوگ ہیں، ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں تم ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہو، اس کو جاری رکھنا۔(روض الریاحین)

(۳) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم پھٹ گئیں اور مُردے اس میں سے باہر نکل کر زمین پر سے جلدی جلدی کوئی چیز چُن رہے ہیں، لیکن ایک شخص فارغ بیٹھا ہے، وہ کچھ نہیں چنتا۔ میں نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں اس نے کہا جو لوگ کچھ صدقہ، دعا، تلاوت، نفل، درود وغیرہ کر کے اُس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں، اس کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ میں نے کہا تم کیوں نہیں چنتے؟ اس نے کہا مجھے اس وجہ سے استغنا ہے کہ میرا ایک لڑکا جو فلاں بازار میں زلابیہ (حلوے کی ایک قسم ہے جو منہ سے چپک جاتی ہے) بیچتا ہے۔ وہ روزانہ مجھے ایک قرآن شریف پڑھ کر بخشتا ہے۔ میں صبح اٹھ کر اُسی بازار میں گیا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کیا پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اس قصّے کے ایک عرصے بعد میں نے پھر ایک مرتبہ اس قبرستان کے آدمیوں کو اسی طرح چنتے ہوئے دیکھا اور اس مرتبہ اُس شخص کو بھی چنتے دیکھا جس سے پہلی مرتبہ بات ہوئی تھی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی مجھے اس پر تعجب تھا صبح اٹھ کر اسی بازار میں گیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔(روض الریاحین)

(۴) حضرت صالح مری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی شب میں اخیر رات میں جامع مسجد جا رہا تھا کہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں، صبح میں دیر تھی، راستے میں ایک قبرستان تھا، وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا، بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں پھٹ گئیں اور ان میں سے سب مردے نکل کر آپس میں ہنسی خوشی باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان بھی نکلا جس کے کپڑے میلے تھے وہ مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اترے جن کے ہاتھوں میں تھال تھے جن پر نور کے رومال سے تھے۔ فرشتے ہر مُردے کو ایک تھال دیتے تھے جو مردہ لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں چلا جاتا تھا جب سب لے چکے تو یہ نوجوان بھی خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم اس قدر غمگین کیوں ہو اور یہ تھال

کیسے تھے؟ اس نے کہا یہ اس صدقہ اور دعا کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مُردوں کو بھیجتے ہیں، میرا کوئی اور تو ہے نہیں جو بھیجے۔ ایک بھائی ہے مگر وہ دنیا میں پھنس رہا ہے۔ مجھے کبھی بھی یاد نہیں کرتا میں نے اس سے اس کے بھائی کا پتہ پوچھا اور صبح کو اس پتہ پر جا کر اس لڑکے کا پوچھا اور یہ خواب اسے سنایا۔ اس نے کہا بے شک وہ میرا بھائی تھا۔ پھر اس نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے کہ میرے بھائی کے لئے صدقہ کر دینا اور میں آئندہ اس کو دعا اور صدقہ سے یاد کروں گا، کبھی نہ بھولوں گا۔ حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا وہ میری طرف دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا۔ (روض الریاحین)

فائدہ

یہ تو ہوا عام اہل اموات کا حال۔ اولیا اللہ جبکہ مزارات میں خوشحال اور ہر غم وحزن سے مامون ومحفوظ ہیں ان کے ہاں حاضری سے کتنے فوائد مرتب ہوں گے اور وہ صدقہ وخیرات اور استغفار ودعا اور قرآن خوانی سے خوش ہو کر زائرین کو کتنا نوازتے ہونگے۔

(۳) حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "عقل بھی چاہتی ہے کہ عرسِ بزرگان عمدہ چیز ہو (اولاً) تو اس لئے کہ عرس زیارتِ قبور اور صدقہ وخیرات کا مجموعہ ہے۔ زیارتِ قبور بھی سنّت اور صدقہ بھی سنّت تو دو سنّتوں کا مجموعہ حرام کیونکر ہوگیا مشکوٰۃ باب زیارت القبور میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے تم کو زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا "الا فزوروا" اب زیارت کیا کرو۔ اس سے ہر طرح کی زیارتِ قبور کا جواز معلوم ہوا خواہ روزانہ ہو یا سال کے بعد، خواہ تنہا زیارت کے لئے جائے یا کہ جمع ہو کر اب اپنی طرف سے قید لگانا کہ مجمع کے ساتھ زیارت کرنا منع ہے۔ سال کے بعد مقرر کر کے زیارت کرنا منع ہے محض لغو ہے۔ معین کر کے ہو یا بغیر معین کے ہر طرح جائز ہے"۔ (دوئم) اس لئے کہ عرس کی تاریخ مقرر ہونے سے لوگوں کے جمع ہونے میں آسانی ہوتی ہے اور لوگ جمع ہو کر قرآن خوانی، کلمہ طیبہ، درودِ پاک وغیرہ پڑھتے ہیں بہت سی برکات جمع ہو جاتی ہیں۔ (سوئم) اس لئے کہ ایک پیر کے مریدین اس تاریخ میں اپنے پیر بھائیوں سے بلا تکلف مل لیتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی ہے اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ (چوتھے) اس لئے کہ طالبان کو پیر تلاش کرنے میں آسانی ہے اگر کسی عرس میں پہنچے جہاں اس سلسلے کے بزرگانِ دین جمع ہوئے ہیں عمدہ صوفیہ کا مجمع ہوتا ہے سب کو دیکھے اور جس سے عقیدت ہو اس

سے بیعت کرے۔

آخرِ حج اور زیارتِ مدینہ منورہ بھی تاریخ مقررہ میں ہی ہوتے ہیں اس میں بھی فوائد گذشتہ ملحوظ ہیں ہم نے دیوبندی اکابر کی قبریں دیکھی ہیں نہ وہاں رونق نہ کوئی فاتحہ خواں نہ اُن کو ایصالِ ثواب نہ کسی کو اِن سے اور نہ کسی سے اُن فیوض امورِ خیر بند کرنے کی یہ برکات ہیں۔(جاءالحق)

(۴) اولیاءِ کرام کے وسیلہ جلیلہ سے مشکلات حل ہوتی ہیں اور یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے چند روایات حاضر ہیں۔

(۱) محدث طبرانی اور ابن احمد بن حنبل اور امام بغوی نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "ان اللہ سیدفع بالمسلم الصالح عن مائۃ اھل بیت من جیرانہ البلاء" یعنی اللہ تعالیٰ ایک نیکوکار مسلمان کے سبب اُس کے پڑوس کے ایک سو گھروں سے بلائیں دفع فرماتا ہے۔

(۲) طبرانی میں حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے کہ جو شخص ہر روز ستائیں مرتبہ مؤمن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگتا ہے وہ مستجاب الدعوات لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔"ویرزق بھم اھل الارض" اور اس کے سبب سے تمام روئے زمین والوں کو روزی دی جاتی ہے۔

(۳) بخاری شریف میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "ھل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم" تمہیں تمہارے کمزوروں کے طفیل نصرت ورزق دیا جاتا ہے۔

(۴) طبرانی نے حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "الابدال فی امتی ثلاثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون" میری اُمت میں تیس ابدال ہیں ان کے طفیل زمین قائم ہے اور ان کے وسیلہ سے تمہیں بارش دی جاتی ہے اور ان کے سبب سے تمہیں نصرت ملتی ہے۔

(۵) ایک اور روایت میں ہے "یسقی بھم الغیث و ینتصر بھم علی الاعدا و یصرف عن اھل الشام بھم العذاب" ان کے وسیلہ سے بارشیں ہوتی ہیں اور ان کے سبب سے دشمنوں پر نصرت دی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے اہلِ شام سے عذابِ الٰہی دور کیا جاتا ہے۔

(۶) ایک اور روایت میں ہے "یصرف عن اھل الارض البلاء والغرق" روئے زمین والوں میں سے مصیبتیں اور سیلاب پھیر دیئے جاتے ہیں۔

(۷) ایک اور روایت میں ہے "یحفظ اللہ بھم الارض" اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے روئے زمین کی حفاظت فرماتا ہے۔

(۸) ایک اور روایت میں ہے "فیھم یحیی و یمیت ویمطرو ینبت ویدفع البلاء" انہیں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا، مارتا، بارش، فصل اُگاتا اور بلائیں دفع فرماتا ہے۔

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "ظہور الکمال فی وجود الابدال" اور رسالہ اردو "جامع الکمال فی احوال الابدال"۔

تصرفات الاولیاء فی المزارات

عرس کی حاضری پر اولیاء کرام کو وسیلہ بنا کر دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ جو بحمدہٖ تعالیٰ اکثر مستجاب ہوتی ہیں اور اولیاء کرام مزارات میں بدستور صاحب تصرف ہیں چند حوالے حاضر ہیں۔

رائیت اربعة من المشائخ یتصرفون فی قبورھم کتصرف الاحیاء الولی الکامل المکمل الشیخ عبدالقادر الجیلی الشیخ الکبیر الدریاقو المجرب معروف بن محفوظ بن فیروز بن المرزبان الکرخی والشخ الواصل الرحلة عقیل المنبجی والشیخ الکامل حیاة بن قیس الحرافی رضی اللہ عنھم (قلائدالجواھر ص ۳۷)

قال الشیخ علی القرشی رضی اللہ عنہ رائیت اربعة من الشائخ یتصرفون فی قبورھم کتصرف الاحیاء الشیخ عبدالقادر والشیخ معروف الکرخی والشیخ عقیل المنبجی والشیخ حیات بن قیس الحرافی رضی تعالی اللہ عنھم ۔(زبدة الاسرار للشیخ عبدالحق المحدث دھلوی ص۷)

ترجمہ

میں نے چار بزرگوں کو قبور میں زندوں کی طرح تصرف کرتے دیکھا ہے وہ ولی کامل مکمل عبدالقادر جیلانی، شیخ کبیر معروف کرخی، شیخ عقیل المنبجی اور شیخ کامل حیات بن قیس حرانی ہیں رضی اللہ عنھم۔

شیخ علی قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے چار ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو اپنی قبروں میں احیاء کی طرح تصرف کرتے ہیں۔ ۱۔شیخ عبد القادر جیلانی۔۲ شیخ معروف کرخی۔۳۔شیخ عقیل منبجی۔۴۔شیخ حیات بن قیس حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنھم

(۲) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وولافی علی الا قطاب جمعا — فحکمی نافذ فی کل حال
وما منها شهورا و دهور — تمرو تنقضی الا اتالی
بلاد اللہ ملکی تحت حکمی — ووقتی قبل قلبی قد صفالی

(۱) مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام قطبوں پر والی وحاکم بنادیا میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔(۲) ماہ وسال گزرنے سے قبل میرے پاس حاضر ہوتے ہیں (۳) اللہ تعالیٰ کے شہر میرا ملک اور میرے حکم کے تحت ہیں۔ میرا وقت میری جان سے پہلے صاف ہو چکا ہے۔

(۳) قدوۃ الفقہاء خاتم المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

ومنهم ختم دائرة الولاية قطب الوجود سيدى محمد شاذلى البكرى الشهير بالحنفى الفقيه الواحد احد من صرفه الله تعالى فى الكون و مكنه من الاحوال ونطق بالمغيبات و خرق له العوائد وقلب له الاعيان۔(رد المحتار جلد اول ص ٤٤)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اتباع میں سے ختم دائرۃ الولایت قطب وجود سیدی محمد شاذلی حنفی، آپ رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرف حالات پر قدرت اور مغیبات کے بیان کرنے کی طاقت عطا فرمائی ۔انہیں بے شمار انعامات سے نوازا اور ان کے لئے اعیان کی حقیقت تبدیل کر دی۔

اس قسم کے بے شمار حوالہ جات کتب اسلامیہ میں موجود ہیں فقیر نے ”فیضانِ اولیاء اور فیوضات المزارات“ میں جمع کئے ہیں۔

باب ۲۔ سوالات و جوابات

(۱) سوال

عرس بدعت ہے نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ سے نہ ائمہ مجتہدین نے اس کے متعلق کچھ لکھا ہے۔

جواب

فقیر نے پہلے لکھا ہے کہ دراصل ایصال ثواب کی صورت ہے اور نام بزرگوں کی مناسبت سے رکھا گیا ہے اصولی طور پر تو بدعت نہیں صرف وہابیوں دیوبندیوں نے اسے بدعت بنادیا ورنہ ایصال ثواب تو بدعت نہیں ہاں طور طریقہ بدلا ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ طور طریقے بدلتے رہتے ہیں اسی طرح نام بھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ”

بدعت ہی بدعت''۔

(۲) سوال

جس کو تم بعد موت ولی سمجھتے ہو اور عرس کرتے ہو تم کو کیا معلوم کہ یہ ولی ہے کسی کے خاتمہ پر یقین نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسلمان مرا یا بے دین ہو کر مرا۔ پھر کسی مردے کی ولایت کیونکر معلوم ہو سکتی ہے بڑے بڑے صالح کافر ہو کر مرتے ہیں۔

جواب

زندگی کے ظاہری احکام بعد موت جاری ہوتے ہیں جو زندگی میں مسلمان تھا بعد موت بھی اس کو مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ، کفن، دفن، میراث۔ شریعت کے حکم ظاہر پر ہوتا ہے فقط احتمال معتبر نہیں اسی طرح جو زندگی میں ولی ہو وہ بعد وفات بھی ولی ہے اگر محض احتمال پر احکام جاری ہوں تو کفار کی نماز جنازہ پڑھ لیا کرو۔ شاید مسلمان مرا ہو اور مسلمان کو بے جنازہ پڑھے آگ میں جلا دیا کرو کہ شاید کافر ہو کر مرا ہو۔ نیز مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب المشی بالجنازہ میں بروایت مسلم و بخاری ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک جنازہ گزرا جس کی لوگوں نے تعریف کی، فرمایا "وَجَبَتْ" واجب ہو گئی دوسرا جنازہ گزرا جس کی لوگوں نے برائی کی فرمایا "وَجَبَتْ" واجب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا واجب ہوئی؟ فرمایا پہلے کے لئے جنت اور دوسرے کیلئے دوزخ پھر فرمایا "اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو جس سے معلوم ہوا کہ عامۃ المسلمین جس کو ولی سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی ولی ہے مسلمانوں کے منہ سے وہ ہی بات نکلتی ہے جو کہ اللہ کے یہاں ہوتی ہے اسی طرح جس چیز کو مسلمان ثواب جانیں حلال جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی باعث ثواب اور حلال ہے کیونکہ مسلمان اللہ کے گواہ ہیں اسی کی حدیث نے تصریح فرمائی "مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ" قرآن فرماتا ہے "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ" ہم نے تم کو امتِ عادلہ بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو مسلمان قیامت میں بھی گواہ اور دنیا میں بھی۔ رب تعالٰی نے قرآن کریم کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے ثبوت میں حضرت عبد اللہ ابن سلام و دیگر بزرگوں کی گواہی پیش فرمائی کہ فرمایا "وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ" جب صالح مؤمنین کی گواہی سے نبوت ثابت کی جا سکتی ہے تو ولایت بدرجہ اولٰی ثابت ہو سکتی ہے اور جب اس گواہی سے سارے قرآن پاک کا ثبوت ہو سکتا ہے تو کسی شرعی مسئلہ کا ثبوت بدرجہ اولٰی ہوگا۔

فائدہ

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ سوال مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے نجدی امام نے ایک مجمع میں کیا تھا۔ ایک مجمع کے سامنے اس کا میں نے یہی جواب دیا تھا جس پر اس نے کہا کہ یہ صحابہ کرام کیلئے تھا وہ جس کے متعلق گواہی دیں ویسا ہی ہوجائے کیونکہ وہاں فرمایا ہے "اَنْتُمْ" ہم اس خطاب میں داخل نہیں کیونکہ ہم اس وقت موجود نہ تھے میں نے کہا اسی مشکوۃ میں اسی جگہ ہے 'وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمُؤْمِنُوْنَ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ' ایک روایت میں ہے کہ مسلمان اللہ کے گواہ ہیں زمین میں۔ اس میں "اَنْتُمْ" نہیں و نیز قرآن میں سارے احکام خطاب کے صیغہ سے آئے "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" وغیرہم قرآن کے نزول کے وقت نہ تھے لہٰذا ہم ان تمام احکام سے بری ہیں یہ سب امور صرف صحابہ کرام کے لئے تھے۔ قرآن و حدیث کے خطابات قیامت تک کے مسلمانوں کو شامل ہوتے ہیں۔ الحمدللہ کہ امام صاحب کو اس جواب پر غصہ تو آ گیا مگر جواب نہ آیا۔ (جاء الحق جلد اول)

(۳) سوال

حدیث شریف میں ہے "لَاتَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" میری قبر کو عید نہ بناؤ جس سے معلوم ہوا کہ قبر پر لوگوں کا اجتماع میلہ لگانا منع ہے کیونکہ عید سے مراد میلہ ہے اور عرس میں اجتماع ہوتا ہے میلہ لگتا ہے لہذا حرام ہے۔

جواب

یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ عید سے مراد ہے لوگوں کا جمع ہونا اور حدیث کے معنی ہیں میری قبر پر جمع نہ ہو تنہا تنہا آیا کرو عید کے دن خوشیاں منائی جاتی ہیں مکانات کی زینت و آراستگی ہوتی ہے کھیل کود بھی ہوتے ہیں یہ ہی اسی جگہ مراد ہے یعنی ہماری قبر انور پر حاضر ہو تو باادب آؤ یہاں آ کر شور نہ مچاؤ کھیل کود نہ کرو قبر پر جمع ہونا منع ہے تو آج مدینہ منورہ کی طرف قافلے بھی جاتے ہیں "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَاہُ" بعد نماز پنجگانہ لوگ جمع ہو کر عرض کرتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں بحث عرس میں فرماتے ہیں "لَاتَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں اور زینت و آراستگی دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہو اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ منورہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہوتا "وَھٰذَا بَاطِلٌ" پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز ہے یا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم ہماری قبر پر جلد جلد آیا کرو مثل عید کے سال بھر کے بعد ہی نہ آیا کرو۔

چنانچہ حضرت علامہ سمہودی وفاء الوفا جلد ۲ صفحہ ۴۱۷ میں لکھتے ہیں۔

"وقوله صلے اللہ علیه وسلم لا تجعلو قبری عیدا قال الحافظ المنذری یحتمل ان یکون المراد به الحث علی کثرة زیارة قبره صلے اللہ علیه وسلم وان یهمل حتی لایزار الا فی بعض الاوقات کالعید الذی لا یاتی فی العام الامرتین قال ویؤیده قوله لا تجعلوا بیوتکم قبوراأی لاتترکو الصلوة فیها حتی تجعلوها کالقبور التی لایصلی فیها ۔قال السبکی یحتمل ان یکون المراد لاتتخذوا وقتا مخصوصا لا تکون الزیارة الا فیه و یحتمل ایضاً ان یراد لا تتخذوا فی العید فی العکوف علیه و اظهار الزینة والاجتماع و غیرذالك مایعمل فی الاعیاد بل لایاتی الاللزیارة والسلام والدعاء ثم ینصرف عنه "

ترجمہ

اور حضور اقدس ﷺ کا قول "لا تجعلو قبری عیدا" حافظ منذری نے کہا۔ احتمال ہے کہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی کثرت پر ترغیب ہو اور اس امر پر کہ وہ یوں نہ چھوڑی جائے کہ بجز بعض اوقات کے زیارت نہ کی جائے مثل عید کے جو سال میں دو دفعہ کے سوا نہیں آتی ۔کہا منذری نے اس معنی کی تائید کرتا ہے قول آنحضرت ﷺ کا کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی ان میں نماز پڑھنا ترک نہ کرو یہاں تک کہ تم ان کو قبروں کی مثل بناؤ کہ جن میں نماز نہیں پڑھی جاتی ۔امام سبکی نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ تم قبر شریف کے لئے خاص وقت مقرر نہ کرو کہ بجز اُس وقت کے زیارت نہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ تم قبر شریف کو مثل عید نہ سمجھو کہ اس کی پوجا کرنے لگو اور زینت واجتماع وغیرہ ظاہر کرنے لگو جو عیدوں میں معمول ہیں بلکہ زائر فقط زیارت اور سلام اور دعا کے لئے آئے پھر وہاں سے چلا جائے ۔ بہرحال اس حدیث سے عرس کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(۴) سوال

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ﷫ فتاوئ عزیزیہ میں عرس کو ناجائز لکھتے ہیں۔

جواب

سوال میں صرف ناجائز اپنی طرف سے کہہ دیا گیا ہے حالانکہ شاہ صاحب موصوف حضرت شاہ عبدالعزیز ﷫ فرماتے ہیں۔

"رفتن بر قبور بعد سالے یك روز معین کرده سه صورت است اول آنکه یك روز معین نموده یك شخص یا دو شخص بغیر هیئت اجتماعیه مرد مان کثیر بر قبور محض

بنابر زیارت و استغفار بروند.این قد رازروے روایات ثابت است ودرتفسیر درمنثور نقل نمودہ که هر سر سال آنحضرت ﷺ بر مقابر میر فتند و دعا برائے مغفرت اهل قبور مے نمودند.این قدر ثابت و مستحب است.دوم آنکه بهیئت اجتماعیه مردمان کثیرجمع شوند و ختم کلام الله معمول کنند . وفاتحه بر شیرینی یا طعام نمود تقسیم درمیاں حاضران نمایند.این قسم معمول در زمانۂ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نه بود.اگر کسے این طور بکند باك نیست زیرا که دریں قسم قبیح نیست بلکه فائده احیاء اموات را حاصل میشود .سوم طور جمع شدن برقبور نیست که مردمان یك روز معین نموده ولباس هائے فاخره و نفیس پوشیده مثل روز عید شادمان شده بر قبر جمع میشود .رقص و مزامیر و دیگر بدعات ممنوعه مثل سجود برائے قبور وطواف کردن قبور مینمائند .این قسم حرام و ممنوع است بلکه بعضے به حد کفر میر سند دهمین است محمل این دو حدیث "لا تجعلو قبری عیدا" چنانچه در مشکوة شریف موجود است واللهم لاتجعل قبری۹ و ثنا یعیداین هم درمشکوة است (فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۳۸ جلد اول)

ترجمہ

سال کے بعد قبور پر جانے کی تین صورتیں ہیں ۔(۱) کوئی دن مقرر کر کے ایک یا دو شخص بغیر ہیئت کذائیہ بہت سارے لوگ قبور پر جائیں ان کا مقصد صرف زیارت اور استغفار ہوا تنا قدر از روایات سے ثابت ہے۔درمنثور میں منقول ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ ہر سال قبروں پر تشریف لے جا کر اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرماتے اتنا قدر ثابت اور مستحب ہے۔ (۲) ہیئت کذائیہ بہت لوگ قبور پر جمع ہو کر کلام اللہ کا ختم کریں اور شیرینی یا طعام پر فاتحہ کا دلا کر عوام حاضرین میں تقسیم کریں اس قسم کا عمل حضور سرورِ عالم ﷺ وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانۂ اقدس میں نہ تھا۔اگر کوئی ایسا کرتا ہے کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کوئی برا عمل نہیں بلکہ اس سے زندوں سے اموات کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (۳) ایسے طریقے سے قبور پر جمع ہوں کہ لوگ ایک دن قبور پر جمع ہونے کے لئے مقرر کریں اور لباسِ فاخرہ ونفیس پہن کر عید پر آنے کی طرح آئیں خوشیاں منانے کے لئے قبور پر جمع ہیں پھر رقص کریں سرور گانے وغیرہ کی محفلیں جمائیں یونہی دیگر بدعاتِ ممنوعہ جیسے قبروں کو سجدہ وطواف کریں یہ تیسری قسم حرام وممنوع ہے بلکہ بعض امور تو کفر کی حد تک لے

جاتے ہیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب بھی یہی ہے (۱) میری قبر کو عید نہ بناؤ یہ حدیث مشکوۃ میں ہے (۲) "اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یَعْبُدُہٗ" یااللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جائے۔ یہ حدیث بھی مشکوۃ میں ہے۔

تبصرۂ اویسی

سوال میں پہلی دو قسمیں چھوڑ کر تیسری کو لیکر مبہم سوال کر دیا گیا ہے جس کے ہم بھی قائل نہیں جس کی مختصر بحث آخر میں آئے گی۔

(۵) سوال

عام عرسوں میں عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے ناچ رنگ ہوتے ہیں غلط طریقے کی قوالیاں ہوتی ہیں غرضیکہ عرس بزرگان صدہا محرمات کا مجموعہ ہے فلہذا حرام ہے۔

جواب

کسی جائز کام میں حرام چیزوں کا مل جانا اصل مسئلہ کو حرام نہیں کرتا بلکہ حرام حرام اور حلال حلال رہتا ہے۔ چند حوالے حاضر ہیں (۱) شامی بحث زیارۃ القبور میں ہے "ولا تترك لما یحصیل عندھا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر لاتترك لمثل ذلك بل علی الانسان فعلھا وانکار البدع قلت و یؤیدہ مرمن عدم ترك اتباع الجنازۃ وان کان معھا نساء نائحات" زیارت اس لئے نہ چھوڑ دے کہ وہاں ناجائز کام ہوتے ہیں جیسے کہ عورت کا خلط کیونکر ان جیسی ناجائز باتوں سے مستحبات نہیں جاتے بلکہ انسان پر ضروری ہے کہ زیارات قبور کرے اور بدعت کو روکے اس کی تائید وہ گزشتہ مسئلہ کرتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا نہ چھوڑے اگرچہ اس کے ساتھ نوحہ کرنے والیاں ہوں فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ میں بت تھے اور کوہ صفا و مروہ پر بھی بت تھے مگر بتوں کی وجہ سے مسلمانوں نے نہ طواف چھوڑا نہ عمرہ ہاں جب اللہ نے قدرت دی تو بتوں کو مٹا دیا۔ آج بازاروں میں ریل کے سفروں میں اور دنیاوی جلسوں میں عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے خود حاجیوں کے جہازوں میں بعض وقت طواف میں منٰی مزدلفہ میں اختلاط مرد و زن ہو جاتا ہے مگر ان کی وجہ سے اصل شئی کو کوئی منع نہیں کرتا۔ دینی مدارس میں بھی اکثر اوقات بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں مگر ان کی وجہ سے نفس مدرسہ حرام نہیں۔ اسی طرح عرس ہے کہ عورتوں کا وہاں جانا حرام ہے ناچ رنگ حرام ہیں لیکن ان کی وجہ سے اصل عرس کیوں حرام ہو بلکہ وہاں جا کر ان جیسی ناجائز رسموں کو روکو لوگوں کو سمجھاؤ۔ دیکھو جدابن قیس منافق نے عرض کیا تھا کہ مجھے غزوہ تبوک میں شریک نہ فرمایئے کہ روم وشام کی

عورتیں بہت خوبصورت ہیں اور میں عورتوں کا شیدائی ہوں مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے مگر قرآن کریم نے اس عذر کی تردید یوں فرمائی کہ "اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ" اس عذر کو رب نے کفر اور ذریعۂ جہنم بتایا ۔دیکھو تفسیر کبیر وروح البیان ۔یہ ہی عذر آج دیوبندی محض روکنے کے لئے کرتے ہیں ۔

آج شادی بیاہ میں صدہا حرام رسمیں ہوتی ہیں جن سے مسلمان تباہ بھی ہوتے ہیں اور گنہگار بھی لیکن ان رسوم کی وجہ سے کوئی نکاح کو حرام کہہ کر بند نہیں کرتا۔

تبصرہ

قوالی جو آج کل عام طور پر مروج ہے جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اور اَمردوں کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے یہ واقعی حرام ہے لیکن اگر کسی جگہ تمام شرائط سے قوالی ہو گانے والے اور سننے والے اہل ہوں تو اس کو حرام نہیں کہہ سکتے ۔بڑے بڑے صوفیہ کرام نے خاص قوالی کو اہل کے لئے جائز فرمایا ہے اور نا اہل کو حرام ۔اس کی اصل وہ حدیث ہے جو مشکوۃ کتاب المناقب باب المناقب عمر میں ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک لونڈی دف بجا رہی تھی صدیق اکبر آئے تو بجاتی رہی ۔عثمان غنی آئے بجاتی رہی ۔مگر جب فاروقِ اعظم آئے (رضی اللہ عنہم اجمعین) تو دف اپنے نیچے ڈال کر بیٹھ گئی ۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان خوف کرتا ہے ۔سوال یہ ہے کہ یہ دف بجانا شیطانی کام تھا کہ نہیں اگر تھا تو کیا حضور ﷺ اور صدیق اکبر وعثمان غنی رضی اللہ عنہما سے شیطان نے خوف نہ کیا اور اس میں خود حضور ﷺ اور ان کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شرکت کیوں کی ۔اگر شیطانی کام نہ تھا تو حضور ﷺ کے اس فرمان کے کیا معنی ؟ جواب وہی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل یہ ہی کام شیطانی نہ تھا ہوتا رہا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آتے ہی شیطانی بن گیا بند ہو گیا اسی لئے صوفیہ کرام نے اس پر چھ شرطیں لگائیں ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مجلس میں کوئی غیر اہل نہ ہو ورنہ شیطان کی اس میں شرکت ہو گی جیسے کہ مجلس طعام میں اگر کوئی شخص بغیر بسم اللہ کھانا شروع کر دے تو شیطان بھی اس میں شریک ہو جاتا ہے ۔اس سے لازم یہ نہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا درجہ کچھ کم ہے بلکہ صحابۂ کرام کے مشرب علیحدہ علیحدہ ہیں بعض پر اتباع غالب بعض پر جذبۂ محبت غالب ۔اس لئے اثرات مختلف تھے اگر کوئی غوث یا قطب بغیر بسم اللہ کھانے میں شرکت کریں تو ان میں شیطان کی شرکت ہو جاتی ہے اس سے غوث کی توہین نہیں ہوتی ۔

شامی جلد پنجم کتاب الکراہیت فصل فی اللبس سے کچھ قبل ہے "الہ اللھو لیست بحرمہ بعینھا بل

تقصد اللھو منھا الا ترىٰ ان ضرب تلك الاله بعینھا احل تارة و حرم اخرىٰ وفیه دلیل لسادتنا الصوفیة الذین یقصدون بسما عھا امورا ھم اعلم بھا فلایادر المعترض انکار کی لایجرم برکتھم فانھم السادة الاخیا"

ترجمه

آلہ لہو حرام بعینہ نہیں کیا معلوم نہیں کہ کبھی ان آلات کو استعمال کرنا حلال ہوتا ہے اور کبھی حرام اس میں ہمارے سادات ان صوفیہ کی دلیل ہے جو ان سے کئی امور کے سماع کا کبھی قصد کرتے ہیں اور وہ انہیں خوب جانتے ہیں فلہٰذا معترض اس پر فتاویٰ لگانے میں عجلت نہ کرے تاکہ ان کی برکات سے محروم نہ ہو کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ اور ہمارے سردار ہیں"۔ تفسیرات احمدیہ پارہ ۲۱ سورہ لقمان زیر آیت "وَمِنَ النَّاسِ مِنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ" میں اس قوالی کی بہت تحقیق فرمائی آخر فیصلہ یہ فرمایا کہ قوالی اہل کے لئے حلال ہے اور نا اہل کو حرام۔ پھر فرماتے ہیں "وبه تاخذ لاناشھدنا انه نشاء من قوم کانوا عارفین ومحبین لرسول الله وکانو معذورین لغلبة الحال ویستکبرون السماع الغناء وکانوا یحسبون ذلك عبادة اعظم وجھاد اکبر فیحل لھم خاصة انتھی ملحضا"

ترجمه

اور اسی کو ہم لیتے ہیں کیونکہ یہ ایسے لوگوں کا طریقہ ہے کہ وہ عارف باللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق ہیں لیکن غلبۂ حال کیوجہ سے معذور ہیں وہ سماع بکثرت سنتے اور وہ اسے بڑی عبادت اور بڑا جہاد سمجھتے اسی لئے یہ صرف ان کے لئے جائز ہوگا۔

حاجی امداد اللہ صاحب فیصلۂ ہفت مسئلہ میں بحث عرس قوالی کے متعلق فرماتے ہیں محققین کا قول یہ ہے کہ اگر شرائط جواز جمع ہوں اور عوارض مانع مرتفع ہو جاویں تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے مولوی رشید احمد صاحب فتاویٰ رشیدیہ کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۶۱ پر فرماتے ہیں بلا مزامیر راگ کا سننا جائز ہے اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو اور موافق موسیقی کے ہونا کچھ حرج نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قوالی اہل کے لئے شرائط کے ساتھ جائز ہے اور بلا شرائط اور نا اہل کے لئے حرام ہے قوالی کی شرائط علامہ شامی نے اس کتاب الکراہیت میں چھ بیان فرمائی ہیں ۔(۱) مجلس میں کوئی امرد بے ڈاڑھی کا لڑکا نہ ہو اور (۲) ساری جماعت اہل کی ہو ان میں کوئی نا اہل نہ ہو (۳) قوال کی نیت خالص ہو اجرت لینے کی نہ ہو (۴) لوگ بھی کھانے اور لذت لینے کی نیت سے نہ جمع ہوں (۵) بغیر غلبہ کے وجد

میں کھڑے نہ ہوں (٦) اشعار خلاف شرع نہ ہوں اور قوالی کا اہل وہ ہے کہ اس کو وجد کی حالت میں اگر کوئی تلوار مارے تو خبر نہ ہو بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ اہل وہ ہے کہ اگر سات روز تک اس کو کھانا نہ دیا جاوے۔ پھر ایک طرف کھانا ہو اور دوسری طرف گانا تو کھانا چھوڑ کر گانا اختیار کرے ہماری اس گفتگو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج کل کی عام قوالیاں حلال ہیں یا عام لوگ قوالی سنیں بلکہ ہم نے بہت سے مخالفین کو سنا کہ وہ اکابر صوفیہ عظام کو محض قوالی کی بنا پر گالیاں دیتے ہیں اور قوالی کو مثل زنا کے حرام کہتے ہیں۔ اس لئے عرض کرنا پڑا کہ خود تو قوالی نہ سنو مگر وہ اولیاء اللہ جن سے سماع ثابت ہے ان کو بُرا نہ کہو۔ قوالی ایک درد کی دوا ہے جن کو درد ہو وہ پئے جس کو نہ ہو وہ نہ پئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ ایں کرامی کنم دنہ انکار ی کنم یعنی نہ میں یہ کام کرتا ہوں اور نہ اس کا انکار کرتا ہوں۔

(٦) سوال

اگر یہ قاعدہ صحیح ہے کہ حلال کام میں حرام مل جانے سے حلال نہیں بن جاتا تو تعزیہ داری بت پرستوں کے میلے کھیل، تماشے، سینما، تھیٹر وغیرہ سب جائز ہوئے کہ ان میں کوئی نہ کوئی کام جائز بھی ہوتا ہے وہاں بھی یہ ہی کہو کہ یہ مجمع حرام نہیں بلکہ ان میں جو برے کام ہیں وہ حرام ہیں جو جائز ہیں وہ حلال نیز فقہا فرماتے ہیں کہ جس ولیمہ میں ناچ رنگ دستر خوان پر ہو وہاں جانا منع ہے حالانکہ قبول دعوت سنت مگر حرام کام کے ملنے سے حرام ہوگئی اسی طرح عرس بھی ہے مخالفین کا یہ انتہائی اعتراض ہے۔

جواب

ایک ہے حرام کا فعل حلال میں شامل ہونا ایک ہے داخل ہونا جہاں کہ فعل حرام اس کا جزو بن جاوے کہ اس کے بغیر وہ کام ہوتا ہی نہ ہو اور اگر ہوتا ہو تو اس کا یہ نام نہ ہو اس صورت میں حرام کام حلال کو بھی حرام کر دیگا اور اگر فعل حرام اس طرح جز ہو کر داخل نہ ہو گیا ہو بلکہ کبھی اس میں ہوتا ہو اور کبھی نہیں جس کو خلط کہتے ہیں تو یہ حرام اصل حلال کو حرام نہ کردے گا جیسے کہ پیشاب کپڑے میں لگ گیا اور پانی میں پڑ گیا۔ کپڑے کا جزو تھا پانی کا جز بن گیا تو احکام میں بہت فرق پڑ گیا۔ نکاح، سفر، بازار وغیرہ میں محرمات شامل ہو جاتے ہیں مگر ان کا جزو نہیں سمجھے جاتے کہ ان کے بغیر اس کو نکاح ہی نہ کہا جاوے اور تعزیہ داری میں اسراف باجے ناجائز میلے اس طرح جزو بن کر داخل ہوئے کہ تعزیہ داری وغیرہ اس سے خالی نہیں ہوتی اور اگر خالی ہو تو اس کو تعزیہ داری نہیں کہتے۔ اگر کوئی شخص کربلا معلّٰی کا نقشہ بنا کر گھر میں رکھ لے نہ تو زمین میں دفن کرے نہ یہ محرمات ہوں تو جائز ہے کیونکہ غیر جاندار کی تصویر بنانا مباح ہے۔ الحمد للہ کہ عرس ناچ گانا

وغیرہ داخل نہیں ہوا بہت سے عرس اس محرمات سے خالی ہوتے ہیں اور ان کو عرس ہی کہا جاتا ہے۔ سرہند شریف میں مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس بالکل محرمات سے خالی ہوتا ہے عام طور پر لوگ حضرت آمنہ خاتون، سیدنا عبداللہ ،امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا عرس کرتے ہیں صرف مجلسِ وعظ اور تقسیم طعام شیرینی ہوتی ہے۔ نیز ہر دعوت قبول کرنا سنت نہیں نابالغ بچہ کی دعوت اہل میت کی مروجہ دعوت اغنیاء کو جس کے یہاں صرف حرام کا ہی مال ہو اس کی دعوت قبول کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح جس ولیمہ میں ناچ و رنگ خاص دستر خوان پر ہو اس کا قبول کرنا منع ہے۔ بخلاف زیارت قبور کے کہ وہ بہر حال سنت ہے لہٰذا حرام کام کے اختلاط سے دعوت تو سنت ہی نہ بنی اور زیارت قبور چونکہ مطلقاً سنت تھی وہ حرام نہ ہوئی جیسے کہ شرکت دفن بہر حال سنت ہے تو اگر وہاں محرمات ہوں تو اس سے یہ سنت حرام نہ ہوگی بہت باریک فرق ہے خیال رکھنا چاہیے۔

(۷) سوال

حدیث شریف میں ہے "لاتشدوا الرحال الا الی ثلاث مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجد هذا" تین مساجد کے سوا کی طرف کجاوے نہ کسا کرو یعنی سفر نہ کیا کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوائے مساجد ثلاثہ کے کہیں سفر ناجائز ہے اور تم عرسوں پر طویل سفر کرتے ہو فلہٰذا ناجائز ہے۔

جواب

اس حدیث شریف کی تحقیق میں فقیر کا رسالہ ہے "نهاية الكمال فی تحقيق لاتشدوا الرحال" یہاں بقدر ضرورت عرض ہے حدیث شریف میں حصر ہے کہ صرف تین مساجد کا سفر کرو۔ حالانکہ سفر شرعاً پانچ قسم ہے اس سے حصر ٹوٹ گئی ماننا پڑے گا کہ یہاں حصر حقیقی نہیں اضافی ہے اور مساجد ثلاثہ کے علاوہ مسجد قباء کا سفر بھی تو ہے۔ اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا کہ سفر پانچ قسم ہے کیونکہ سفر کا حکم اس کے مقصد کی طرح ہے یعنی حرام کام کے لئے سفر کرنا حرام، جائز کے لئے جائز اور سنت کے لئے سنت نیز فرض کے لئے فرض، حج فرض کے لئے سفر بھی فرض۔ کبھی جہاد و تجارت کے لئے سفر سنت ہے کیونکہ یہ کام خود سنت ہیں۔ روضۂ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کے لئے سفر واجب ہے کیوں کہ یہ زیارت واجب، دوستوں کی ملاقات، شادی، ختنہ میں اہل قرابت کی شرکت، اطباء سے علاج کرانے کے لئے سفر جائز کیونکہ یہ چیزیں خود جائز ہیں۔ چوری ڈکیتی کے لئے سفر حرام ہے کیونکہ یہ کام خود حرام ہیں غرضکہ سفر کا حکم معلوم کرنا ہو تو اس کے مقصد کا حکم دیکھ لو۔ عرس خاص زیارت قبر کا نام ہے اور زیارت قبر تو سنت ہے لہٰذا اس کے لئے سفر بھی سنت ہی

شمار ہوگا قرآن کریم میں بہت سفر ثابت ہیں "ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله" جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کے لئے اللہ اور رسول کی طرف نکل گیا پھر اس کو موت آگئی تو اس کا اجر عند اللہ ثابت ہو گیا۔ سفر ہجرت ثابت ہوا "لایلف قریش ایلافهم رحلة الشتاء والصیف" اس لئے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی کے دونوں سفروں میں، سفر تجارت ثابت ہوا۔ "اذقال موسیٰ لفتاه لاابرح حتی مجمع البحرین او امضی حقبا" اور یاد کرو جب کہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک کہ وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کے لئے گئے مشائخ کی ملاقات کیلئے سفر کرنا ثابت ہوا۔ "یابنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه ولاتیئسوا من روح اللّٰه" اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور ان کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یعقوب علیہ السلام نے فرزندوں کو تلاشِ یوسف کے لئے حکم فرمایا۔ تلاشِ محبوب کے لئے سفر ثابت ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا "اذهبوا بقمیصی هذا فالقوه علی وجه ابی یأت بصیرا" میرا یہ کُرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی۔ علاج کے لئے سفر کرنا ثابت ہوا۔ "فلما دخلوا علی یوسف اویٰ الیه" پھر جب وہ سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔ ملاقاتِ فرزند کیلئے سفر جائز ہوا۔ فرزندانِ یعقوب علیہ السلام نے والد ماجد سے عرض کیا۔ "فارسل معنا اکانا نکتل انا له لحفظون" ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ہم غلہ لائیں گے اور ان کی حفاظت کریں گے روزی حاصل کرنے کے لئے سفر ثابت ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا "اذهب الی فرعون انه طغی" فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے تبلیغ کے لئے سفر ثابت ہوا مشکوۃ کتاب العلم میں ہے "من خرج فی طلب العلم فهو سبیل اللّٰه" جو شخص تلاشِ علم میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ حدیث میں ہے "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" علم طلب کرو اگر چہ چین میں ہو۔ کریما میں ہے۔

طلب کردن علم شد برتو فرض ‌ ‌ ‌ وگر واجب است از پیش قطع ارض

علم طلب کرنا تجھ پر فرض ہے اس کے لئے سفر بھی ضروری ہے۔ طلب علم کے لئے سفر ثابت ہوا گلستان میں ہے ۔

برواندر جهاں تفرج کن ‌ ‌ ‌ پیش انسان روز کز جهاں بروی

جاؤ دنیا کی سیر کرو مرنے سے پہلے۔ سیر کے لئے سفر ثابت ہوا قرآن مجید میں ہے۔ "قل سیروا فی الارض

فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین" کفار سے فرمادو کہ زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ کفار کا کیا انجام ہوا جن ملکوں پر عذابِ الٰہی آیا ان کو دیکھ کو عبرت پکڑنے کے لئے سفر ثابت ہوا۔

فائدہ

جب اس قدر سفر ثابت ہوئے تو مزاراتِ اولیاء کی زیارت کے لئے سفر بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا یہ حضرات طبیب روحانی ہیں اور ان کے فیوض مختلف۔ان کے مزارات پر پہنچنے سے شانِ الٰہی نظر آتی ہے کہ اللہ والے بعد وفات بھی دنیا پر راج کرتے ہیں اس سے ذوق عبادت پیدا ہوتا ہے ان کے مزارات پر دعا جلد قبول ہوتی ہے۔شامی جلد اول بحث زیارت قبور میں۔"وھل تندب الرحلۃ لھا کما عتید من الرحلۃ الٰی زیارۃ خلیل الرحمن وزیارۃ السید البدوی لم ارمن صرح بہ من ائمتنا منع منہ بعض لانشر الشافعیۃ قیاسا علٰی منع الرحلۃ بغیر المسجد الثلث وزدہ الغزالی بوضوح الفرق" اور آیا زیارت قبور کے لئے سفر کرنا مستحب ہے جیسے آج کل خلیل اللہ علیہ السلام اور سید بدوی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا رواج ہے۔ میں نے آئمہ میں سے کسی کی تصریح نہیں دیکھی بعض شافعی علمانے منع کیا ہے غیر مسجدوں کے سفر پر قیاس کر کے لیکن امام غزالی ﷫ نے اس منع کی تردید کردی فرق واضح فرمادیا۔شامی میں اسی جگہ ہے"واما الاولیاء فانھم متفاوتون فی القرب الی اللہ ونفع الزائرین بحسب معارفھم اسرارھم" لیکن اولیاء اللہ تقرب الی اللہ وزائرین کو نفع پہنچانے میں مختلف ہیں بقدر اپنے معرفت واسرار کے مقدمہ شامی میں امام ابوحنیفہ ﷫ کے مناقب میں امام شافعی ﷫ سے نقل فرماتے ہیں"انی کاتبرك بابی حنیفۃ واجی الی قبرہ فاذ عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین رصالۃ اللہ عنہ تیرہ فتقضٰی سریعا" میں امام ابوحنیفہ ﷫ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت پوری ہوتی ہے۔اس سے چند امور ثابت ہوئے ،زیارت قبور کے سفر کرنا۔کیونکہ امام شافعی اپنے وطن فلسطین سے بغداد آتے تھے امام ابوحنیفہ کی قبر کی زیارت کے لئے ﷫۔صاحب قبر سے برکت لینا ان کی قبروں پاس جا کر دعا کرنا صاحبِ قبر کے ذریعہ حاجت روائی جاننا نیز زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ کے لئے سفر کرنا ضروری ہے۔فتاوٰی رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر واباحۃ صفحہ ۵۹ میں ہے زیارت بزرگان کے لئے سفر کر کے جانا علمائے اہل سنت میں مختلف ہے بعض درست کہتے ہیں اور بعض ناجائز دونوں اہل سنت کے علماء ہیں مسئلہ مختلفہ ہے اس میں تکرار درست نہیں اور فیصلہ بھی ہم مقلدوں سے محال ہے۔رشید احمد

عفی عنہ۔اب کسی دیوبندی کو حق نہیں کہ سفرِ عرس سے کسی کو منع کرے کیونکہ مولوی رشید احمد صاحب تکرار منع فرماتے ہیں اوراس کا فیصلہ نہیں فرماسکتے۔عقل بھی چاہتی ہے کہ یہ سفرِ زیارت جائز ہو۔اس لئے ہم عرض کر چکے ہیں کہ سفر کی حلت و حرمت اس کے مقصد سے معلوم ہوتی ہے اوراس سفر کا مقصد تو ہے زیارت قبر اور یہ منع نہیں کیونکہ زیارت قبر کی اجازت مطلقاً ہے **"الافزوروھا"** تو سفر کیوں حرام ہوگا نیز دینی ودنیاوی کاروبار کے لئے سفر کیا ہی جاتا ہے یہ بھی ایک دینی کام کے لئے سفر ہے یہ کیوں حرام ہو؟ (جاء الحق)

(۷)سوال

جس درخت کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کٹوادیا تھا جبکہ لوگوں نے اس کو زیارت گاہ بنا رکھا تھا جبکہ ایسا مقدس درخت زیارت گاہ بنانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گوارا نہ ہوا تو پھر قبریں کس قطار میں کہ انہیں زیارت گاہ بنایا جائے۔

جواب

یہ محض غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس درخت کو ہرگز نہیں کٹوایا بلکہ وہ اصل درخت قدرتی طور پر لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہوگیا تھا اور لوگوں نے اس کے دھوکے میں دوسرے درخت کی زیارت شروع کردی تھی۔اس غلطی سے بچانے کے لئے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس دوسرے درخت کو کٹوایا اگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تبرکات کی زیارت کے مخالف ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تہبند شریف اور قبرانور سب ہی زیارت بنے ہوئی تھیں ان کو کیوں باقی رہنے دیا۔مسلم جلد دوم کتاب الامارت باب بیان بیعتِ رضوان، بخاری جلد دوم باب غزوہ الحدیبیہ میں ابن مسیتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **"کان ابی ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند الشجرۃ قال فانطلقا نی قابل حاجین فخفی علینا مکانھا"** بخاری میں یہ اور ہے **"فلما خرجنا من العام المقبل نسیناھا فلم نقدرعلیھا "**

میرے والد بھی ان میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے پاس بیعت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ ہم سال آئندہ حج کے لئے گئے تو اس کی جگہ ہم پر مخفی ہوگئی۔بخاری میں ہے پس جب کہ ہم سال آئندہ گئے تو اس کو بھول گئے اوراس کو پانہ سکے پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصل درخت کٹوایا۔

دیوبندیوں وہابیوں کی تحریفِ اسلام کی ایک مثال یہی مضمون بھی ہے کہ دھوکہ دیکر کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں مثلاً حدیث بخاری شریف کی تصریح کے برعکس اصلی شجرۂ رضوان کٹوانے کا بیان دیدیا حالانکہ جس درخت کو کٹوادیا گیا وہ جعلی

تھالوگوں نے اپنے خیال سے اصلی شجرۂ رضوان سمجھ لیا تھااور جعل سازی کے ہم بھی قائل نہیں بلکہ ہم سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں ایسی جعلی قبروں کے اکھیڑ پھینکنے کے قائل بلکہ عامل ہیں۔ (الحمد لله علىٰ ذالك)

نکتہ

اس واقعہ سے اتنا تو ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کی نسبتوں کا عشق خیر القرون میں تھا کیونکہ اس درخت (اگرچہ جعلی ہی سہی) کو شجرۂ رضوان سمجھ کر عقیدت کرنے والے صحابہ یا تابعی رضی اللہ عنہم کوئی وہ غیر مسلم تو نہ تھے۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کے رسالہ ''بابا فرید کا بہشتی دروازہ'' پڑھیئے۔

(۸) سوال

اللہ ہر جگہ ہے اس کی رحمت ہر جگہ پھر کس چیز کو ڈھونڈنے کے لئے اولیاء اللہ کے مزاروں پر سفر کر کے جاتے ہیں دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے۔

جواب

اولیاء اللہ رحمتِ رب کے دروازے ہیں رحمت دروازوں ہی سے ملتی ہے یہی منشائے ایزدی ہے کہ اس کی عطاء محبوبانِ خدا کے وسیلہ سے ہو چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو ساری مخلوق کو ہدایت دے دے فرمایا ہے ''لو شاء لهداكم اجمعين'' لیکن ہدایت کے لئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے تاکہ ان کے وسیلہ سے اس کی ہدایت حاصل ہو یونہی اولیاء و صلحاء اور علماء کو ہدایت کا وسیلہ بنایا اسی نہج پر خود رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے جو کچھ حاصل کیا وہ خود بھی عطا کر سکتا تھا لیکن نہیں کیا تاکہ خلق خدا کو یقین ہو کہ محبوبانِ خدا عطاہائے رب تعالیٰ کے اعلیٰ وسیلہ ہیں یونہی قرآن کریم میں ہے ''هنالك دعا زكريا ربه'' یعنی زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بچّے کے لئے دعا کی یعنی نبی نے ولیہ کے پاس دعا کرنا باعث قبول جانا۔ معلوم ہوا کہ قبور اولیاء کے پاس دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

نکتہ

حضرت زکریا علیہ السلام اعلیٰ نے سیدہ مریم ولیہ ادنیٰ مرتبہ کو وسیلہ بنایا حالانکہ اعلیٰ وسیلہ ہوتا ہے ادنیٰ کا لیکن اللہ نے یہ قانون بدل دیا تاکہ مخلوق محبوبانِ خدا کی شان پہچانے یونہی حضور سرورِ عالم ﷺ نے دو خلفائے راشدین سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج کر واضح فرمایا کہ ''پہلے بن بندے دا بندہ پچھے

ملدی ہے سلطانی" یعنی کسی بندۂ خدا کی غلامی اختیار کر پھر سلطانی نصیب ہوگی۔ یہاں مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عقلی دلیل لاتے ہیں فرمایا کہ ریل اپنی پوری لائن سے گزرتی ہے مگر اس کو حاصل کرنے کے لئے اسٹیشن پر جانا ہوتا ہے اگر اور جگہ لائن پر کھڑے ہوگئے تو ریل گزرے گی مگر تم کو نہ ملے گی۔ آج دنیاوی مقاصد ،نوکری، تجارت وغیرہ کے لئے سفر کیوں کرتے ہو، خدا رازق ہے وہ ہر جگہ دے گا طبیب کے پاس بیمار سفر کر کے کیوں آتے ہیں خدا شافی الامراض ہے اور وہ تو ہر جگہ ہے آب و ہوا بدلنے کے لئے پہاڑ اور کشمیر کا سفر کیوں کرتے ہو وہاں آب و ہوا تو تندرستی کو مفید ہو لیکن اولیاء کے مقامات کی آب و ہوا ایمان کو مفید نہ ہو؟

تمتہ

ہم اہلسنّت عرس کرنے کرانے کے بڑے شوقین ہیں کسی مولوی کا باپ فوت ہو جائے تو سال کے بعد عرس کی محفل ضرور جمے گی خواہ وہ صاحب عرس کے لائق تھے یا نہ۔ اگر کچھ عرس کی تقریب کے لئے اہل ثروت نے دستِ تعاون بڑھایا تو وہ عرس شریف دھوم دھام سے منایا جائے گا خوب قوالیاں ہونگی لنگر خوب چلے گا دوسرے سال وہ مولوی صاحب خوب عوام میں مقبول نظر ہونگے پھر وہ خود صاحب سجادہ ہونگے ہزاروں نہ سہی درجنوں مرید بنائیں گے تیسرے سال اب وہ بڑے پیر صاحب ہیں اور پرانے درباروں کی محافل تو لازماً ہونگی نمازیں قضا ہوں دوسرے ہزاروں فرائض کی ادائیگی کا تصور نہ ہوگا لیکن عرس شریف کے لئے سال بھر اہتمام و انتظام ضروری اور لازم ہوگا مریدوں میں کسی کے ذمے دنبے، بکرے کسی کے ذمے چاول وغیرہ وغیرہ عرس شریف کی تاریخ کا انتظام عید کے چاند سے بڑھ کر ہوگا۔ فقیر اویسی غفرلہ بھی اس شوق میں اپنے دوسرے اہلسنّت سے پیچھے نہیں بلکہ ان سے دو گز آگے ہے کیونکہ یہ لوگ صرف شوقین ہیں لیکن فقیر تو منکرین عرس کے ساتھ برسرِ پیکار ہے نہ صرف قلم سے لڑ رہا ہے بلکہ مقدمات کے زد میں رہتا ہے لیکن مجھے غم نہیں کیونکہ میرے مرشد غوث الجیلانی رضی اللہ عنہ صدیوں پہلے فرما گئے "**مــریــدی لاتخف ورشٍ فانی عزوم قاتل عند القتال**" چنانچہ اہل بہاول پور نے دیکھ لیا کہ فقیر پر مقدمات چلانے والے بڑے بڑے فرعونی کمشنر و ڈپٹی کمشنر وغیرہ وغیرہ کیسے ذلیل و خوار ہوئے اور فقیر اس عقیدہ کا قائل بلکہ ناشر ہے کہ جس بزرگ ولی اللہ کا وصال ہو اس میں ایصالِ ثواب کرنے سے، خیر اور برکت اور نورانیت اکثر اور وافر ہوتی ہے مگر دوسرے دنوں میں وہ خیر و برکت و نورانیت حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ "**وقد ذکر بعض للمتاُخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا فیہ الی جناب العزۃ و حظائر القدوس یرجی فیہ من الخیر**

والكرامة والبركة والنورانية اكثر واوفر من سائر الايام۔ (ماثبت بالسنہ ص ٦٩) ”مشائخ مغرب نے ذکر کیا ہے کہ جس دن کہ وہ ولی اللہ درگاہ الٰہی اور جنت میں پہونچے اسی دن خیر و برکت اور نورانیت کی امید دیگر دنوں کی بانسبت زیادہ ہوتی ہے اور آداب الطالبین میں ہے۔ ”اذاار دت ان تتخذ وليمة فاجتهد بادراك يوم موته والساعة التى نقل فيها روحه لان ارواح الموتىٰ يأتون فى ايام الاعراس فى كل عام فى ذلك الموضع فى تلك الساعة فينبغى ان يطعم الطعام والشراب فى تلك الساعة فان بذالك يفرح ارواحهم وفيه تاثير بليغ فانمار اواشيئا من المأكولات والمشروبات يفرحون ويدعون لهم والايدعون عليهم“۔

یعنی جب تو کسی ولی اللہ یا اللہ کے نیک بندے کا ختم دلانا چاہے تو اس کے انتقال (وصال) کے دن اور اس ساعت کا خیال رکھ کیونکہ موتی کی روحیں ہر سال ایام اعراس (عرس کے دنوں میں) اس مکان میں اسی ساعت میں آتی ہیں جب تو اس دن اور اس ساعت کھانا کھلائے گا اور پانی پلائے گا اور قرآن شریف اور درود پاک اور صحیح و مؤدب کلام باشرع حضرات سے بہ حسن صوت پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرے گا اور ان کی ارواح خوش ہونگی اور تمام اہل محفل اور صاحب خانہ کے لئے دعا خیر کریں گی اور تاریخ اور ساعت میں ایصالِ ثواب کرنے میں تاثیر بلیغ ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اسی عرس میں عمل برعکس ہوگا یعنی عرس میں نامشروع امور اور وہ باتیں جو صاحبِ عرس کے مشن کے خلاف ہیں ان سے صاحب عرس نہ صرف ناراض ہونگے بلکہ بددعائیں گے۔ ایسے عرس سے بجائے فائدہ کے دارین کا خسارہ ہوگا۔

گزارش اُویسی غفرلہٗ

اب اُویسی کی سنئے جن عرسوں پر منتظمین تھیٹر، سینما و دیگر تماشے کشتی لڑانا، دنگل، اونٹوں کا دنگل اور دیگر امور نامشروع کا ارتکاب ہوتا ہے وہ اس صاحب عرس بددعا نہ دیگا تو کیا کرے گا۔ دَورِ حاضرہ میں عرس شریف کے آداب و شرعی امور کی پابندی ضروری ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے اکثر اعراس میں قرآن خوانی اور مجالس ذکر و محافل نعت خوانی بالخصوص علمائے کرام کی تقاریر اور شرعی امور کے خلاف سے پرہیز لنگر کا انتظام بھی شرعی اصول کے مطابق ہوتا ہے۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ مبارک میں قوالی شریف پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ان حضرات سے بھی گزارش ہے کہ اصول قوالی کا لحاظ آپ حضرات کو نہایت ضروری ہے جو شرائط امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ نے احیاء العلوم وفوائد الفوائد میں بتائے ہیں اس کے خلاف سرِ مو فرق نہ آئے اور قوالی شریف بھی دوائی کے طور پر ہے نہ کہ غذا کے۔ عرس کے ایام میں قوالی ہی قوالی، نہ نماز کی پابندی اور نہ مشروع امور کی ممانعت وغیرہ وغیرہ اور لنگر بھی بعض اوقات غلط صورت اختیار کر جاتا ہے اس سے فقیر صرف عرض کر سکتا ہے ورنہ آپ جانیں اور صاحب عرس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ہمارا کام تھا عرض کر دینا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

الحمدللّٰہ علی ذلك وصلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد

واٰله واصحابه اجمعین

ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بروز سوموار (پیر) ۲۷ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ

بہاول پور پاکستان